تعارف و تبصرہ

ایضاح القرآن مصنف ضیاءالدین اصلاحی صفحات ۳۲۸

ناشر: یونائٹیڈ بک کارپوریشن، ادب منزل، فرسٹ فلور، اردو بازار، کراچی۔ آفسٹ طباعت، باراول قیمت ۶۰ روپے

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ کے شعبۂ علمی کے سربراہ اور اس کے ترجمان ماہنامہ معارف کے مدیر کی حیثیت سے مولانا ضیاءالدین اصلاحی کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ 'تذکرۃ المحدثین' آپکی سب سے اہم مستقل تصنیف ہے جسکی دو ضخیم جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف کے بلند پایہ علمی مقالات ہیں جو اہلِ علم سے خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔ 'چند اربابِ کمال' کے عنوان سے آپ کے سوانحی مقالات کا ایک مجموعہ چند سال ہوئے ہندوستان سے شائع ہوا تھا۔ 'ایضاح القرآن' آپ کے قرآنی مقالات کا مجموعہ ہے جو اب پاکستان سے شائع ہوا ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ مقالات تین طرح کے مضامین پر مشتمل ہے۔ پہلے دوسرے اور آخری مضامین جو قرآن کے اسالیب، اس کے طریقۂ خطاب اور اصول تاویل سے متعلق ہیں، اصولی نوعیت کے ہیں اور دراصل ترجمان القرآن مولانا حمیدالدین فراہیؒ صاحب تفسیر نظام القرآن کی دو بلند پایہ کتابوں، 'اسالیب القرآن' اور 'التکمیل فی اصول التاویل' کے افادات ہیں، جیسا کہ مصنف نے دیباچہ میں خود اس کی صراحت بھی کر دی ہے۔ آگے ایک مضمون سیدنا ابراہیمؑ کی شخصیت پر مستشرقین کے اعتراضات کے رد میں ہے۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرآن کی بعض دوسری مشکل آیات کی تفسیر و تاویل سے متعلق مضامین ہیں۔ کتاب کا یہ حصہ براہ راست تفسیر قرآن سے متعلق ہے جو ہر طرح سے کامیاب اور لائق مطالعہ ہے۔ مصنف نے آیاتِ کریمہ 'فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ (بقرہ: ۵۹)، وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ الخ (بقرہ: ۱۰۲)، اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (بقرہ: ۱۵۸) آیاتِ صیام کی توجیہ و تاویل، اصحاب الاعراف اور آیتِ کریمہ: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا الخ (مریم: ۷۱) سے متعلق فراہی مکتب فکر کے اصول تفسیر و تاویل کی روشنی میں ان مشکل آیات کریمہ کی توجیہ و تاویل

میں جو کچھ لکھا ہے وہ وقیع سنجیدہ اور فکر انگیز ہے۔ مختلف آیات کی تفسیر و تاویل کے سلسلے میں جو کچھ لکھا گیا ہے قدماء کی تفسیروں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اور ان سے استفادہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ ہماری تفسیر کی امہات کتب میں خاص طور پر ابن جریر اور تفسیر کبیر میں استقصاء اور استیعاب کے پیشِ نظر کچھ کمزور باتیں بھی آگئی ہیں جن پر تنقید کی جاتی ہے اور بجا طور پر کی جاسکتی ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر یہ تنقید غیر معتدل اور غیر متوازن ہو جاتی ہے۔ واقعہ ہے کہ ان کتابوں میں کتاب اللہ کی تشریح و تبیین اور اس کے دقیق رموز و غوامض کی تحقیق و تفتیش میں استقصاء و استیعاب اور فکر و نظر کی جس وسعت و گہرائی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس سے صرف نظر کر کے کتاب اللہ کی تفسیر میں بالکل اچھوتی اور نادر تاویل پیش کرنا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے کسی آیت کی جو بالکل اچھوتی اور نئی تفسیر کہی جاسکتی ہے وہ بھی اکثر و بیشتر ان امہات کتب میں کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور رکھتی ہے۔ تدبر قرآن کا ناگزیر جزو ہے کہ ان کتابوں کا گہرائی اور انہماک سے مطالعہ کیا جائے۔

زیر نظر مجموعہ کی خوبی یہ ہے کہ تفسیر کتب کے گہرے مطالعہ کی روشنی میں آیات کی توجیہہ و تاویل کی گئی ہے بسا اوقات آیات کے سلسلے میں ایک بات جو تفسیروں میں دبے ہوئے انداز سے کہی گئی تھی، مصنف نے قرآن کے نظائر اور دوسرے وجوہ ترجیح کی روشنی میں اسے ابھار دیا ہے کہیں کہیں ان تفسیروں سے ہٹ کر نئی اور اچھوتی تفسیر بھی پیش کی گئی ہے ان مواقع پر بھی اکثر و بیشتر کسی نہ کسی درجے میں کتب تفسیر سے اس کی تائید کی کوشش کی گئی ہے۔ مروجہ تفسیری آراء اور ان کے نمائندہ مفسرین پر جو نقد و نظر اور کلام کیا گیا ہے اس میں پوری طرح ان بزرگوں کے ادب احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور شائستگی اور وقار کا سر رشتہ کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹنے پایا ہے کتاب کا یہ بڑا امتیازی پہلو ہے جو ہر طرح سے لائقِ ستائش اور قابلِ تقلید ہے۔ اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم اس کے کچھ نمونے بھی پیش کرتے۔ سورہ مریم کی آیت کریمہ 'وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا' کی مصنف نے دل لگتی تاویل پیش کی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں حدیث 'الا تحلة القسم' پر جو کچھ لکھا ہے وہ تشنہ ہے۔ اس پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا۔ مزید براں اس سیاق میں پل صراط کی دوسری احادیث پر تفصیلی گفتگو ضروری تھی جو خاص طور پر صحیح مسلم اور صحاح کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔

تفسیر کبیر اور اس کا تکملہ اور تفسیر ابن کثیر، کتاب کے دو آخری مضامین تفسیر کی ان دو بلند پایہ کتابوں سے متعلق اہم گوشوں کو سامنے لاتے ہیں، پہلا مضمون مصنف کا اپنا نہیں بلکہ ایک عربی مضمون کا ترجمہ ہے۔

اس میں فاضل عرب مقالہ نگار نے تفسیر کبیر کے اپنے مطالعہ اور اس کے داخلی شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ تفسیر کبیر کے بعض اجزاء امام رازیؒ کے تحریر کردہ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں اگرچہ اس وقت تک دوسری رائے بھی پائی جاتی ہے کہ تفسیر کبیر پوری کی پوری ازاول تا آخر تنہا امام رازی کی تصنیف ہے۔ اس موقف کے قائلین ان دلائل کا جواب اور ان کی توجیہ و تاویل بھی پیش کرتے ہیں جنکے نتیجے میں اس کے بعض اجزاء کو دوسروں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تاہم اگر اسی تحقیق کو مان لیا جائے جو زیرِ نظر کتاب میں پیش کی گئی ہے تو اس سے بھی سلف کی عظمت کا دوسرا پہلو سامنے آتا ہے۔ ان میں ایک سے ایک باکمال تھا جو اپنے پیش رو کے نا تمام کام کی تکمیل اس خوبی اور مہارت سے کر سکتا تھا کہ بعد والوں کے لیے دونوں کاموں میں فرق و امتیاز مشکل ہو جائے۔ دسویں صدی ہجری کی تفسیر جلالین اس کی زندہ مثال ہے جو کسی اختلاف کے بغیر حافظ جلال الدین سیوطی اور ان کے استاذ جلال الدین محلی کی مشترک تصنیف ہے اور جس کا نصف آخر اس کے نصف اول سے پہلے لکھا گیا ہے لیکن اگر پہلے سے اس کا پتہ نہ ہو تو پوری کتاب کے مطالعہ کے بعد پڑھنے والے کے خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ یہ دو الگ شخصیتوں کی کاوش اور دو مختلف دماغوں کی فکری تراوش ہے۔

تفسیر ابن کثیر پر بھی زیر نظر مجموعہ کا مضمون معلومات افزا ہے۔ اس تفسیر کے سلسلے میں مصنف نے بجا طور پر اس عام خیال کی تردید کی ہے کہ وہ محض ابن جریر کی تفسیر کا چربہ ہے۔ ابن کثیر کے سلسلے میں اس قول کی حیثیت تفسیر رازی کی نسبت ابوحیان کے اس چٹکلے سے زیادہ نہیں کہ 'اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ ہے'۔ ابن کثیر نے تفسیر ابن جریر کو خاص طور پر پیش نظر ضرور رکھا ہے لیکن اس سے ہٹ کر اس کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ وہ جابجا ابن جریر سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ مصنف نے اس کے کچھ نمونے بھی پیش کیے ہیں لیکن اس مضمون کو مزید وسعت دینے کی ضرورت تھی۔ ابن تیمیہؒ کی شاگردی کے نتیجے میں ابن کثیرؒ کے اندر جو دینی حمیت اور انقلابیت پیدا ہو گئی تھی وہ تفسیر ابن کثیر کا منفرد امتیازی حصہ ہے جس کا ابن جریر یا کسی دوسرے مفسر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تفسیر ابن کثیر کی دوسری خصوصیات اس کے علاوہ ہیں جن میں کوئی دوسری تفسیر اس کی شریک و سہیم نہیں ہے۔

التکمیل فی اصول التاویل کے افادے کو نہ معلوم مصنف نے کیوں سب سے آخر میں رکھا۔ حالانکہ اسے اس کتاب کا سب سے پہلا مضمون ہونا چاہئے تھا۔ اسالیب اور طریقۂ خطاب والے دونوں مضامین کے سلسلے میں مصنف نے خود دیباچہ میں لکھا ہے کہ انھیں اس کتاب کا مقدمہ سمجھنا چاہئے

اصول تاویل کا مضمون ان دونوں سے زیادہ اس کا مستحق تھا کہ اسے اس کتاب کا مقدمہ سمجھا جائے۔ مصنف نے تاویل کے انہی اصولوں کی روشنی میں مذکورہ بالا قرآنی آیات کی تشریح کو تفسیر کی ہے۔ اس کی مناسبت سے اور بھی تاویل سے پہلے اصول تاویل کو سامنے آنا چاہئے تھا۔

ص ۱۰۲ پر 'الصلوٰۃ عماد الدین من اقامھا اقام الدین ومن ھدمھا ھدم الدین' کو مصنف نے کسی حوالہ کے بغیر صراحۃً رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے امام غزالیؒ کی احیاء علوم الدین میں سب سے زیادہ اس سے قریب تر الفاظ حدیث ہیں جسکی سند ضعیف ہے لیکن ان الفاظ میں اس کو کسی نے بطور حدیث بیان نہیں کیا ہے۔ کتاب میں برسر موقع حوالے شاذ و نادر ہیں۔ آخر میں ماخذ و مراجع کی جو فہرست دی گئی ہے اس سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ان مضامین کی تیاری میں کون کون سی چیزیں مصنف کے پیشِ نظر رہی ہیں۔ پوری کتاب میں بحث جس انداز سے چلتی ہے اس سے بسا اوقات صریح حوالہ نہ ہوتے ہوئے بھی ذہن متعلقہ مراجع کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن اکثر و بیشتر کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ بات جو کہی جارہی ہے اس کا ماخذ کیا ہے اور کون سا حوالہ پیشِ نظر ہے۔ حوالہ کی اس صورت سے کتاب کی افادیت کسی حد تک متاثر ہوئی اور اس کا حسن مارا جاتا ہے۔

ہر مضمون کے آخر میں مضمون کس رسالہ میں اور کب شائع ہوا اس کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہوتا تو بہتر تھا۔ اس سے مضامین کی تاریخی حیثیت کے علاوہ مصنف کی شخصیت کے اٹھان کا بھی اندازہ ہوتا۔ 'ایضاح القرآن' سے اس کے مضامین کی مناسبت میں شبہ نہیں ہے لیکن پہلے سے معلوم نہ ہو تو اس نام سے بادی النظر میں ذہن قرآن کی مکمل یا اس کے کسی جزو کی تفسیر کی طرف جاتا ہے۔

مجلد کتاب آفسیٹ پر چھپی ہے اور کاغذ نفیس اور چکنا ہے لیکن مطبعی اغلاط سے پُر ہے، اس حد تک کہ کہیں کہیں تو مفہوم ہی خبط ہو جاتا ہے۔ صفحات ۱۷، ۲۵۹، ۲۷۲، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۱۶، ۳۱۷ پر آیات غلط چھپی ہیں اور آیات وعربی عبارات چھپنے ہی سے رہ گئی ہیں۔ پوری کتاب میں عربی اشعار کے ترجمہ کا اہتمام ہے۔ صفحات ۹۵، ۱۰۷ پر دو اشعار بلا ترجمہ رہ گئے ہیں۔ یہ کتاب پاکستان میں لاہور اور کراچی کے دوسرے اداروں سے بھی دستیاب ہے۔ جلد کے ساتھ قیمت ۶۰ روپئے زیادہ نہیں ہے۔ کاش کہ مطبعی اغلاط نہ ہوتیں تو کتاب کا حُسن دوبالا ہوتا۔ ان کمیوں کی تلافی کے ساتھ بڑا اچھا ہوتا اگر کتاب ہندوستان میں بھی شائع ہو جاتی۔ اس کے باوجود اس میں شک نہیں کہ یہ مجموعۂ مضامین اردو میں قرآنیات کے ذخیرے میں گرانقدر اضافہ ہے۔ توقع ہے کہ اہلِ علم اس کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔ خاص طور پر قرآن کے شائقین کے لیے یہ ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ علماء اور عربی داں حضرات کے علاوہ عام اہلِ علم بھی کتاب سے یکساں استفادہ کر سکتے ہیں۔

(سلطان احمد اصلاحی)